سورة الفاتحة

Chapter 1 — The Opening of Enlightenment

آیات 7

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے اُنہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾

1- ساری تحسین وستائش وآفرین کا حقدار صرف اللہ ہے کیونکہ اُس کے سارے جہان علم ہی علم دینے والے ہیں جن کی نشوونما کرتے ہوئے وہ اُنہیں اُن کی منزل کی جانب لئے جارہا ہے۔

الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾

2-(اور وہ) سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد ورہنمائی کرتے ہوئے اُنہیں اُن کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾

3-(کیونکہ اُسی کے) احکام وقوانین کے نظام کی حقیقت کا دور قائم رہنے والا ہے جس میں کسی انسان کا کسی انسان پر اختیار واقتدار نہیں، 82/17,18,19۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾

4-(اِسی لئے اے رب العالمین) ہمارا تجھ سے عہد رہا کہ ہم صرف تیری غلامی و پرستش واطاعت کریں گے اور ہر حالت میں اعتدال وتوازن کے لئے صرف تجھ سے ہی مدد طلب کریں گے۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾

5-(ہماری التجا ہے کہ) ہم پر ایسا دُرست ومتوازن راستہ روشن کردے جو سیدھا اِطمینان بھری منزل کو جاتا ہو اور جس کی وجہ سے ہم بھٹکنے کی مصیبتوں سے بچیں رہیں۔

صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ

6-(اور یہ) ایسے لوگوں کا راستہ ہو جنہیں تیری طرف سے آسودگیاں، مسرتیں اور سرفرازیاں میسر آتی رہیں،

غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾ ع 1/7

7-(کیونکہ) وہ تیری نافرمانی کے بُرے نتائج کی سخت گرفت سے محفوظ رہنے کے لئے زندگی کے حقائق کے مطابق سنورتے اور سنبھلتے رہے اور وہ کسی حیرانی، پریشانی و گھبراہٹ میں دُرست راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرنے والے نہیں رہے۔

(**نوٹ**: سورۃ فاتحہ کا یہ ترجمہ بعض قارئین کو دیگر تراجم سے مختلف محسوس ہوگا حالانکہ اگر وہ بار بار اِس پر غور کریں تو اُنہیں زیادہ فرق محسوس نہیں ہوگا۔ فرق صرف یہ ہے کہ اِس ترجمے میں ہر لفظ کو قرآن کی مستند ڈکشنریوں کے مطابق کھول دیا گیا ہے۔ لہٰذا' ان الفاظ کے مطالب یوں ہیں:

رحمٰن، رحیم: ان دونوں الفاظ کا مادہ (ر ح م) ہے۔ یہ الفاظ رحم سے اخذ کئے گئے ہیں یعنی بطنِ عورت کا وہ مقام جس میں بچہ پرورش پاتا ہے اور اُسے پرورش کے لئے خود بخود مدد و رہنمائی میسر آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے کمال تک پہنچ کر ایک جیتے جاگتے انسان کی صورت میں دُنیا میں آ جاتا ہے۔ لیکن رحم مادر میں مکمل انسان ہونے تک وہی پہنچتا ہے جس میں اُس کے مطابق صلاحیت ہو۔ مگر دُنیا میں آ جانے کے بعد اُس کا کمال اُس کے سنورنے سے منسلک ہو جاتا ہے جس کے مطابق اللہ کی مدد و رہنمائی اُسے میسر آتی رہتی ہے۔ البتہ مدد و رہنمائی کا یہ نظام ماں کے رحم کی طرح مرحلہ وار اور قدم بہ قدم ہے۔ اِس نظام کی مرحلہ وار حالت کو رحمٰن کہا جاتا ہے اور قدم بہ قدم حالت کو رحیم کہا جاتا ہے۔ اِسی سے رحمت کا لفظ اخذ کیا گیا ہے۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا مطلب اِسی تحقیق کے مطابق کیا گیا ہے۔

حمد: اِس لفظ کا مادہ (ح م د) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے کسی شاہکار کے خالق کی عظمت و برتری کے اعتراف میں عقل و دل سے جو تحسین و ستائش و آفرین اُبھرتی ہے اُسے حمد کہا جاتا ہے۔ لہٰذا' حمد کے لفظ کے اندر تخلیق اور اُس کی عظمت کا اعتراف موجود ہوتا ہے اور یہی اللہ کی کبریائی ہے جس کے لئے اللہ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ اِسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

رب: اِس لفظ کا مادہ (ر ب ب) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے کسی چیز کو نئی نئی تبدیلیوں سے اس لئے گذارنا کہ وہ بتدریج نشو و نما پاتی ہوئی اپنی تکمیل یعنی اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ اِسی سے پرورش پانا۔ تربیت دینا جیسے مطالب اخذ کیے گئے ہیں۔

عالمین: اِس لفظ کا مادہ (ع ل م) ہے۔ اِسی سے لفظ علم ہے جس کا مطلب ہے حقائق کو جاننا۔ اِسی سے لفظ عالم ہے جس کی جمع عالمین ہے جس کا مطلب ہے وہ شے یا وہ تخلیق جو کہ علم کا ذریعہ ہو یعنی جس کے ذریعے علم حاصل کیا جائے۔ اللہ کا علم کائنات کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اس لئے ساری کائنات عالم کہلاتی ہے یعنی اللہ کی تخلیقات کا مجموعہ یعنی جہاں تک کہ عقلِ انسانی کی رسائی ہے وہ سب حقائق' اشیا' حالتیں' جہان' وقت یعنی زماں و مکاں عالمین میں شمار ہوتے ہیں۔ اِسی وجہ سے انسانوں کے گروہوں یعنی اقوام عالم کو بھی عالمین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بذاتِ خود علم کا ذریعہ ہیں۔

یومِ الدین: اِس کا مطلب قرآن میں سورۃ 82 کی آیات 17-18-19 میں وحی کے ذریعے کر دیا گیا ہے۔ ویسے لفظ یوم کا مادہ (ی و م) ہے۔ اِس کے بنیادی مطالب ہیں: دن' وقت' دور' زمانہ۔ اِس کے مطالب میں حکومت و سلطنت بھی لیے جاتے ہیں۔ اِسی کا مطلب ناقابلِ فراموش واقعات لیے جاتے ہیں۔ یوم کے مطالب مرحلہ' مدت' حالت بھی لیے جاتے ہیں۔ بہر حال'

آیت 3 کا ترجمہ قرآن کی سورۃ 82 کی آیت 19 کے مطابق کیا گیا ہے۔

الدین: اِس لفظ کا مادہ (د ی ن) ہے۔ اِس کے بنیادی مطالب ہیں: آئین۔ حکومت۔ مملکت۔ اقتدار۔ قانون۔ نظم ونسق۔ جزا وسزا۔ فیصلہ۔ ٹھوس نتیجہ۔ نظامِ زندگی۔ راستہ۔ اطاعت۔ روّش۔ انسانیت کے پیمانوں کا مجموعہ وغیرہ۔

عبد: کا مادہ (ع ب د) ہے۔ دراصل یہ ایک ایسا خوشبودار پودہ ہوتا ہے جو اونٹوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے کیونکہ اُن کے لئے اس میں بے حدوحساب کشش ہوتی ہے' اِس طرح اُن کا یہ Choice ختم ہو جاتا ہے کہ وہ کسی اور کی طرف جائیں یعنی اُن کی اپنی مرضی اور آزادی چھن جاتی ہے۔ اِسی وجہ سے اہل عرب عبد کا مطلب غلام لیتے تھے اور اسی سے اطاعت اور پرستش کے مطالب لیتے تھے۔ غلام عورت اور غلام مرد کے لئے اللہ نے لفظ عبد نازل کیا ہے، 15/40, 15/42۔ دیگر ایسے تمام الفاظ جو قران میں اِس سلسلے میں نازل کیے گئے وہ محکومی۔ ماتحتی۔ خادمیت۔ پابندی وغیرہ کے مطالب کے سلسلے میں ہیں نہ کہ غلامی کے معنوں میں اِستعمال ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں جب عبادکم کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے آیت 24/32 میں تو وہاں اُس کا مطلب تمہارے غلام نہیں بلکہ تمہارے دائرہ اختیار میں جو اللہ کے غلام ہیں اور امــآئکم کا لفظ جیسے آیت 24/32 میں ہے تو اُس کا مطلب لونڈی نہیں بلکہ تمہارے دائرہ اختیار میں اطاعت گذار وہ عورتیں یا اللہ کی غلام عورتیں جو سنور نے سنوارنے یعنی صالح بننے کی تربیت کے لئے پابند کی گئی ہیں۔

نستعین: اِس لفظ کا مادہ (ع و ن) ہے۔ اِس کے بنیادی معنی ہیں اپنی ذات کے لئے اعتدال وتوازن کی خواہش کرنا اور اِس مقصد کے لئے کسی سے مدد طلب کرنا۔ سورۃ 21/112 میں اللہ کو المُستعان، کہا گیا ہے یعنی اعتدال وتوازن کے لئے مدد کرنے والا۔

اھدنا: اِس لفظ کا مادہ (ھ د ی) ہے اور یہ ھدی سے اخذ کیا گیا ہے۔ اِس کے بنیادی معنی ہیں نمایاں اور روشن ہونا تاکہ اُس روشنی سے دُرست راستے اور منزل کا پتا مل جائے۔ سمندر میں وہ پہاڑی جس کی چوٹی سورج کی کرنوں سے چمکتی اور سمندر میں سفر کرنے والے اُس سے اپنے راستے اور منزل کا اندازہ کرتے۔ اِسی سے لفظ ہدایت اخذ کیا گیا ہے۔ آج کے دور میں Light House یعنی روشنی کے مینار کو ھُدی کہا جاسکتا ہے۔ سورۃ 2/120 میں ہے کہ یقیناً وہی ہدایت ہے جو اللہ کی ہدایت ہے یعنی قرآن ہی Light House ہے جس سے یقینی منزل کا پتا ملتا ہے۔ اِسی وجہ سے قرآن کے حوالے سے ھدی کا مطلب دُرست وروشن راستہ جو اطمینان بھری منزل تک لے جاتا ہے' لیا جاتا ہے کیونکہ وہ بھٹکنے کی مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ آیت میں یہی مطلب اختیار کیا گیا ہے۔

اَنعمت: اِس لفظ کا مادہ (ن ع م) ہے۔ یہ لفظ تــنــعــیــمــة سے اخذ کیا گیا ہے جو کہ ایک خوشبودار' سرورآور' نرم ونازک اور سرسبز وشاداب رہنے والا پودا ہے اور یہ پانیوں میں پیدا ہوتا ہے یہ سربلند' خوشگوار ہمیشہ تروتازہ رہنے والا ہوتا ہے۔ اِسی سے اس لفظ کے مطالب خوشگواری' آسودگی' سرفرازی اور مسرتیں لیے گئے ہیں۔ اِسی سے انعام کا لفظ اخذ کیا گیا ہے۔

غیر: اِس لفظ کا مادہ (غ ی ر) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب عربوں کے اِس طریقے سے اخذ کیا گیا ہے کہ جب وہ اونٹ پر سامان

لادتے تو وہ اُس کی رسیوں کو یا کجاوے کو موسم کی شدت کے مطابق یا سفر کی طوالت کے مطابق یعنی حالات کے مطابق اُنہیں ڈھیلا یا سخت یا کم یا زیادہ کرتے جاتے تاکہ سہولت رہے اور کسی مشکل کے بغیر منزل پر پہنچا جا سکے۔ چنانچہ سنبھلتے سنورتے جانا یا دُرست ہوتے جانا اِس کے مطالب میں شامل ہو گئے۔ غار۔ متغیر۔ غیرت۔ غیرہ۔ غیرّ جیسے الفاظ اِسی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اِسی سے دو چیزوں کے درمیان اختلاف کے مطالب بھی لیے جاتے ہیں کیونکہ کجاوہ اور چیز ہے اور اونٹ اور چیز ہے۔ اِسی سے اِس لفظ کے مطالب ''نہ کہ۔ سوا۔ بجز۔ علاوہ'' وغیرہ لیے جاتے ہیں چنانچہ جن مفسرین نے غیر کے مطالب نہ کہ یا بجز یا علاوہ کے ساتھ کیے ہیں وہ بھی دُرست ہیں۔

مستقیم: اِس لفظ کا مادہ (ق و م) ہے۔ قیام۔ قائم۔ قوم۔ قوام۔ مقام۔ تقویم۔ قوامون۔ قیوم۔ قیامت۔ قیامۃ۔ قومیت وغیرہ جیسے الفاظ اِسی مادہ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے انتہائی توازن اور اعتدال کے ساتھ برقرار رہنا۔ چنانچہ بے خطا کھڑے ہونا۔ سیدھا چلنا۔ بغیر غلطی کے ذمہ داریاں نبھاتے رہنا۔ بے خطا طور پر کام کرتے رہنا وغیرہ جیسے مطالب اِسی سے اخذ کیے گئے ہیں۔

صراط: اِس لفظ کا مادہ (ص ر ط) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے وہ لمبی تلوار جو کاٹنے والی ہو یعنی وہ جس چیز پر پڑتی ہے اُسے کاٹتی جاتی ہے۔ اِسی وجہ سے لمبے اور کھلے راستے کو صراط کہا جانے لگا۔ یعنی ایسا راستہ جس پر چلنے والا بغیر مشکل کے سفر کاٹتا جاتا ہے یعنی طے کرتا جاتا ہے۔ قرآن میں ''پل صراط'' کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

مغضوب: اِس لفظ کا مادہ (غ ض ب) ہے۔ اِس کے بنیادی مطالب ہیں: شیر۔ سرخ رنگ۔ شدت و قوت۔ چنانچہ جب یہ لفظ اللہ کی سزا کے بارے میں اِستعمال ہوتا ہے تو اِس کا مطلب ہے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی وجہ سے جو نتائج نکلتے ہیں اُن کی سخت یا شدید گرفت جیسے شیر اپنے شکار کو گرفت میں لے لیتا ہے۔

الضالین: اِس لفظ کا مادہ (ض ل ل) ہے۔ اور اِس کے بنیادی مطالب ہیں۔ سرگرداں پھرنا Confused ہو کر دُرست راستے کی بجائے اِدھر اُدھر چل پڑنا۔ حیرت زدہ ہونا۔ سیدھی راہ سے ہٹ جانا۔ رائیگاں جانا۔ راہ گم کر دینا۔ مختلف چیزوں کا اِس طرح مل جانا کہ اُنہیں علیحدہ علیحدہ نہ کیا جا سکے۔ گھبراہٹ و پریشانی و حیرانی کی وجہ سے دُرست کو چھوڑ کر نا دُرست راستہ اختیار کر لینا۔ آیت 7 میں الضالین کا یہی مطلب اختیار کیا گیا ہے۔

بہر حال، لفظ الفاتحہ کا مادہ (ف ت ح) ہے۔ اِس سے جو الفاظ اخذ ہوتے ہیں اُن کے مطالب ہیں: کھول دینا۔ مدد و نصرت۔ جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرنا۔ افتتاح کرنا۔ حقائق ظاہر کرنا وغیرہ۔ فتح کا لفظ بھی اِسی سے نکلا ہے۔ قرآن کے سیاق و سباق کے لحاظ سے الفاتحہ کا مطلب ہے ایسا دیباچہ جو مکمل پیغام کو مختصر طور پر فیصلہ کن طریقے سے کھول کر بیان کر دے)۔